Ishaat us Sunnat Nolkishwar Lucknow 1880 Panjab

343

دیر آید درست آید

(33)

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

نمبر سوم — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ — جلد سوم

بابت ربیع الاول ۱۲۹۷ھ و مارچ ۱۸۸۰ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ بحسب انتظام جدید

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس +	لم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عمائد اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہے	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت +	ے
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہین +	ملے
(۵) للّٰہی قیمت	جو وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی نہین رکھتے مگر علمی بضاعت رکھتے ہین اور اس رسالہ کی	ثواب آخرت

بقیہ شرح مراتب خمسہ قیمت اُسی بیان کے موافق ہے جو رسالہ نمبر سابق مین ثبت ہے خط و کتابت متعلق رسالہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے۔ اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے +

عذر — التماس

راقم ایک ضروری سفر مین رہا + سفر سے پھر آیا تو بیمار ہوگیا۔ اسلئے رسالہ مین توقف ہوا خریداران و ناظرین معاف فرماوین۔ بلکہ دو مہینے اور بھی اس تاخیر کی شکایت نکرین اس عرصہ مین رسالہ قدیمی اندازہ پر آجائیگا اور مافات کی شکایات و تدارک انشاء اللہ تعالےٰ عمل مین آئیگا + راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

یہہ نمبر پوری توجہ گورنمنٹ و رؤسا مسلمین و عامہ ناظرین کے لائق ہے کیونکہ مذہبی و قومی و ملکی فائدہ پر مشتمل ہے۔ صاحب گورنمنٹ رپورٹر اسکی پوری کیفیت گورنمنٹ مین پہنچاوین اور رؤسا مسلمین و عامہ ناظرین بھی اسمین پوری غور کرین

ازلاہور متصل مسجد چینی۔

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

التحذیر عن التدبیر

صیانۃ للمسلمین عن اضاعۃ الدین

یعنے

تدبیر وقف خاندانی سے مسلمانون کو ڈرانا — اور انکے دین کو تباہی و بربادی سے بچانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دام مین زر کے اگر موتی کا دانا ہوگا جو نہ اس دام مین آویگا سو دانا ہوگا

انرابیل سید احمد خانصاحب بہادر سی - ایس آئی - نے مسلمانون کو مخالفۃ دین مین پھنسانے اور قید شریعت سے چھوڑانے کے لئے ایک ایسا جال پھیلایا ہے جسکو (شریعت کا گلٹ چڑھا کر) دام زر بنادیا ہے - اور جو اسمین دانہ رکھا ہے اسکو (شریعت کے آب سے) ایک در دانہ بنا دکھایا ہے گو وہ بظاہر دام شریعت نظر آتا ہے مگر درحقیقت وہ قید شریعت سے آزادی اور فضائے نیچریت مین بلند پرواز یکا ایک ذریعہ ہے - اور اسمین اون لوگون کی (جو دام تزویر نہین پہچانتے اور خالص زر شریعت و ملمع سازی مین فرق نہین کرسکتی) پھنس جانیکا اندیشہ ہے -

لہذا مین بنظر صیانۃ مسلمین و نصیحۃ اخوان دین اس گلٹ کو اوتار کر اس جال کی اصلی صورت اور اس مصنوعی دُردانہ کی واقعی حقیقت مسلمانون کو بتاتا ہون اور اس سے بچ جانیکا ذریعہ بھی سنجھاتا ہون آپنے ابطال حکم وراثت کے لئے ایک قانون تجویز کیا ہے جسکو باسم قانون وقف خاندانی اہل اسلام موسوم فرمایا ہے - اس قانون سے آپکا مقصد دلی و مطلب اصلی تو وہی (شریعت سے آزادی ہے جو آپکے مضمون مذہب معاشرت کا نتیجہ ہے (چنانچہ نمبر ۱۰ - و ۱۲ - جلد ۲ - اشاعۃ السنۃ مین اسکا بیان گذر چکا ہے) مگر چونکہ اس مقصد کے اظہار سے آپ کا کامیاب ہونا دشوار تھا اسلئے اس مطلب کو اس پیرائہ مین ادا کیا ہے کہ وراثت کی جگہہ فرضی و مصنوعی وقف تجویز کردیا ہے اور اسپر چند روایات فقیہہ سے (جنکو آپ کے فرضی وقف سے کچھہ مناسبت نہین) استشہاد کیا ہے

اور ساتھہ اُسکے اظہار کمال خیر خواہی و ہمدردی اسلامی کا ضمیمہ بھی لگا دیا ہے۔ چنانچہ علی گڈھ گزٹ مین اور تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۳۰۵ھ مین بصفحہ ۴۵ ارشاد فرمایا ہے۔

ایک تدبیر

مسلمانون کے خاندانونکو تباہی اور بربادی سے بچانے کی۔

جو کہ مسلمان خاندانون کی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے اور جو امیر اور ذی مقدور خاندان تھے انکی اولاد نہایت غریب و مفلس ہو گئی ہے اور جو باقی ہین دو پشت مین انکی جایدادین اور ریاستین بھی سب برباد اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑون مین تقسیم ہو کر قرضہ مین بٹ جاوینگی اسلئے مجھکو اسبات کا خیال پیدا ہوا ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کیجاوے جس سے مسلمانون کی ریاستین قایم رہین اور مسلمانون مین رئیس و ذی مقدور لوگ و کہائی دین جنسے مسلمانون کی عزت اور امتیاز قایم رہے اور وہ تدبیر بھی ایسی ہونی چاہئے کہ سُنی اور شیعہ دونون فریق کی فقہ کے مطابق ہو اور دونون فریق کے مسایل مسلمہ مذہب کے برخلاف نہو۔

مسلمانون کی ملکیت مین جو جایداد ہوتی ہے شرع کے بموجب اُسکی دو حالتین ہوتی ہین ایک زمانہ حیات مالک مین اور ایک بعد وفات مالک کے +

زمانہ حیات مین ہر ایک مالک کو از روئے شرع کے جایداد کی نسبت اختیار کامل حاصل ہوتا ہے چاہے وہ اسکو بیع کر ڈالے چاہے کسیکو بخش دے چاہے وقف کرے چاہے ایک ثلث کی بابندی قواعد شرع وصیت کر دے۔ بعد وفات کے اسکی جایداد اسکے وارثون مین حسب فرائض تقسیم ہو جاتی ہے وراثت کا مسئلہ بموجب شرع کے ایسا مستحکم ہے کہ کوئی مسلمان اسکی بجا آوری سے انکار نہین کر سکتا اور کوئی شخص اسمین دست اندازی کا مجاز نہین ہے ضرور ہے کہ وہ اسی طرح تسلیم کیا جاوے اور بجنسہ بجالایا جاوے جسطرح کہ قرآن مجید اور کتب فقہ مین مندرج ہے +

وصیت کا مسئلہ بھی قریب قریب وراثت کے مسئلہ کے ہے یعنے کسی شخص کو ثلث مال سے زیادہ وصیت کا اختیار نہین ہے اور نہ ذوی الفروض کے حق مین اسکو وصیت کرنے کا اختیار ہے اور یہہ مسئلہ بھی

مثل مسئلہ وراثت کے ایسا ہے کہ نہ کوئی اس مین دست اندازی کرسکتا ہے اور نہ اس سے انکار کرسکتا ہے۔ مگر وقف کا مسئلہ جسکا اختیار مالک کو بموجب شرع کے اپنی حیات مین حاصل ہے غور کے قابل ہے۔ شیعہ اور سنی دونون مذہب کی کتابون مین وقف دو قسم کا قرار دیا گیا ہے ایک وقف واسطے امورات مذہبی کے اور دوسرا وقف واسطے اپنے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کے دوسرے قسم کے وقف کے لئے فقہ کی کتابون مین جداگانہ ابواب اور جداگانہ احکام مندرج ہین چنانچہ فتاوے عالمگیری مین جو خاص باب اس پہلے قسم کے وقف کے لئے منعقد کیا گیا ہے اسکا یہہ عنوان ہے۔ باب فی الوقف علی نفسہ و علی اولادہ ونسلہ۔ یعنے یہہ باب ہے جائیداد کو اپنے لئے اور اپنے اولاد کے لئے اور اپنی نسل کے لئے وقف کرنے مین"۔

اُسکے بعد صفحہ ۷۴ مین آپ نے چند روایات فتاوی عالمگیری سے استشہاد کیا ہے جنمین شرعی وقف کا ذکر ہے۔ آپ کی مصنوعی وقف سے انکو کچھہ تعلق نہین ہے۔ اون روایات کو معہ ترجمہ آپ ہی کے الفاظ تحریر سے نقل کیا جاتا ہے +

(۱) رجل قال ارضی صدقۃ موقوفۃ علی نفسی یجوز ہذا الوقف۔

ایک شخص نے کہا کہ میری زمین میرے لئے وقف ہے تو ایسا وقف جائز ہے۔

(۲) ولو قال وقفت علی نفسی ثم من بعدی علی فلان ثم علی الفقراء جاز

اگر ایک شخص نے کہا کہ مینے اپنی زمین کو اپنے نفس کے لئے اور میرے بعد فلان شخص کے لئے پھر محتاجون کے لئے وقف کیا تو یہہ وقف جائز ہے۔

(۳) ولو قال ارضی موقوفۃ علی فلان ومن بعدہ علی اولادہ قال علی وعلی فلان او علی عیدی وعلی فلان المختار انہ یصح۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میری زمین فلان شخص کے لئے وقف ہے اور اسکو بعد میرے لئے یا میرے لئے اور فلان شخص کے لئے یا میرے غلامون اور فلان شخص کے لئے تو مذہب مختار یہہ ہے کہ وقف صحیح ہے۔

(۴) وکذا لو قال علی والدی وعلی من یحدث لی من الولد فاذا انقرضوا فعلی المساکین۔

اور اسیطرح وقف صحیح ہے اگر کوئی کہے کہ مینے اپنی زمین اپنے باپ کے لئے اور اسکے بیٹے کے لئے جو آئندہ پیدا ہو وقف کی ہے مگر جب وہ نرہین تو وہ وقف مساکین کے لئے ہو جائیگا۔ فقط

(۵) و لو قال ارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ علی من یحدث لی من الولد ولیس لہ ولد یصح۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہہ زمین اُس بیٹے کو لئے وقف ہی جو پیدا ہوگا حالانکہ بالفعل اسکے کوئی بیٹا نہین ہی تو یہہ وقف صحیح ہی۔

اس روایت پنجم مین آپنے تصرف کیا ہی اسکے نصف اول کو اپنے موافق مدعا سمجھکر لے لیا ہے اور نصف اخیر کو مضر مطلب سمجھکر چھوڑ دیا ہے۔ اس نصف اخیر سے اس وقف کا (جسکو آپ وقف خاندانی کہتے ہین اور وقف خیراتی سے متبائین و علیحدہ ٹھہراتے ہین) وقف خیراتی ہونا اور انجام کو فقراء پر صرف ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہہ بات آپ کے مدعا کے برخلاف تھی اسلئے آپ نے اُسکو گاؤ خورد کر دیا۔ ہم اسکا تتمہ نقل کرتے ہین اور عامہ مسلمین کو آپ کی (باجود ادعاء نصیحت و خیر خواہی کی) تصرف پر آگاہ کرتے ہین۔

وہو ہذا

فاذا ادرکت الغلۃ تقسم علی الفقراء فان حدث لہ ولد بعد القسمۃ تصرف الغلۃ التی توجد بعد ذالک الی ہذا الولد ما بقی ہذا الولد فاذا لم یبق لہ ولد صرفت الغلۃ الی الفقراء کذا فی فتاوی قاضیخان۔

جب غلہ (آمدنی) وقف کا وقت آجاوے۔ (اور اولاد پیدا نہو) تو وہ غلہ فقراء پر تقسیم ہوگا۔ اگر پیچھے کر اولاد پیدا ہو جاوے تو غلہ آیندہ اُن پر صرف کیا جاویگا۔ یہہ جب اولاد باقی نرہی تو غلہ فقراء پر منقسم ہوگا ایسا ہی ہی فتاوی قاضیخان مین

انہی پانچ روایتون کی مضمون کی روایتین اور آپ نے عالمگیری سے نقل کی ہین۔

پھر صفحہ ۴۹ مین اسی قسم کی چند روایات فقہ مذہب شیعہ کو (شیعہ کے دام مین لانے کے لئے) نقل کیا ہے۔ پھر اُن روایات سے کئی نتائج نکالے ہین جو بعینہ آپ کے الفاظ سے نقل کئے جاتے ہین۔ آپ فرماتے ہین۔

غرضیکہ سنی و شیعہ دونون مذہبون کی مذکورہ بالا روایتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کو اپنے مذہب کے رو سے علاوہ مسئلہ ورثہ و وصیت و وقف و بسطے امور اور مذہبی اپنی جائداد کو اور اپنی ریاست کو وقف خاندانی کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے جس

سے مندرجہ ذیل نتیجے† پیدا ہون گے۔

اول یہہ کہ وہ جائیداد ہمیشہ کے لئے قائم و موجود رہیگی کوئی شخص اسکو تلف نہ کر سکیگا۔

دوسری یہہ کہ۔ جائیداد اسطرح وقف ہوگی اسمین وراثت جاری نہو سکیگی یعنے تقسیم نہوگی ہمیشہ بلا تقسیم بطور ریاست قائم غیر منقسم رہیگی۔

† منجملہ ان نتایج پنج گانہ کے **نتیجہ اولی** تو بلاریب اُن روایات کا نتیجہ ہے (جنسے اینہ وقف فرضی و مصنوعی کو اختراع کیا ہے) ایسا ہی **دوم** مگر جو اسمین لفظ (بطور ریاست) لگا دیا ہے یہہ کسی روایت کا نتیجہ نہیں بلکہ صرف آپکے خیال اور نیچری اصول کا نتیجہ ہے۔ ریاستی وقف کا نہ ان روایات مین ذکر ہے نہ اور کہین اسلام مین اسکا نام و نشان ہے۔ وقف اسلام مین ایک ہی ہے جسکو وقف للہ یا فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے آگے مصرف اسکا خواہ نفس واقف ہو یا اسکی اولاد یا اور اغنیا یا فقرا جنانچہ تفصیل اسکی بضمن ابطال امر سیوم عنقریب آتی ہے۔

لیکن نتیجہ **سوم و چہارم و پنجم** ایسے نتایج ہین کہ اگر اور کوئی شخص یہہ نتایج ان روایات سے نکالتا تو مین اوسکے مقابلہ مین صاف کہدیتا کہ یہہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ مگر چونکہ ان نتایج کے نکالنے والے انگریز اہل سید احمد خانصاحب بہادر ہین اسلئے مین بجائے اسکے یہہ لفظ کہتا ہون کہ یہہ مغالطہ ہے یہہ نتایج روایات مذکور کے نتایج نہین ہین۔ اور روایات منقولہ بالا مین سے کسی روایت کے مفہوم یا منطوق صریح یا اشارہ سے ان نتایج کا ثبوت پایا نہین جاتا ہے۔

نتیجہ سیوم و چہارم کی تو ان روایتون سے بو تک نہین آتی اور قواعد تقرر جانشینی مین صاحب وقف کے خود مختار رکھا (جو نتیجہ سیوم و چہارم کا مفہوم ہے) ان روایات مین ذکر و اشارہ بھی نہین۔

ایسا ہی نتیجہ پنجم کی ایک جزو (یعنے تقرری مقدار) کا اسمین ذکر نہین۔ اور ان ایک جزو کا (یعنے تقرری اشخاص فلان و فلان کا) اسمین ذکر ہے۔ مگر ساتھہ اسکے ان روایات مین یہہ کہین نہین ہی کہ اس تقرری مصارف مین واقف پر شرع مین کوئی قید نہین۔ غایۃ مافی الباب یہہ ہے کہ ان روایات مین ان

تیسری یہہ کہ۔ جس ترتیب اور جس قاعدے سے مالک جایداد نے قرار دیا ہو اسی قاعدے اور ترتیب سے کوئی شخص مثلاً بڑا بیٹا بطور متولی جانشین ہوگا اور جایداد کی آمدنی مین سے جن جن لوگون کو مالک جائیداد نے دینا تجویز کیا ہے اسطرح دیتا رہیگا۔

قیود کا ذکر نہین ہے۔ اس سے یہہ نہین پایا جاتا کہ تمام شرعا مین کہین ان قیود کا ذکر نہین۔ یہہ محض مغالطہ ہین جنمین آپ مسلمانونکو پھنساتے ہین۔ اور باوجود اسکے رفاہ فرد مصلح و خیر خواہ ہونے کا دعوی کرتے ہین۔ وہ مسلمان بھی اسلام سے عجیب واقفیت رکھتے ہین جو کہ آپکے ایسے دلیرانہ تصرفات کو نہین سمجھتے کہ آپنے عالمگیری سے نقل کیا گیا اور اس سے از خود نتایج نکال کر اسکو بنا کیا دیا۔۔

اسکی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص قرآن یا کتب فقہ سے آیات اور روایات متبتہ حج بعرض استدلال بیان کرے پھر اس سے سفر لندن یا کلکتہ یا شملہ کے جواز کا نتیجہ نکالے اور اسی کو حج قرار دے +

یہہ بھی اسکی مثال ہو سکتی ہے جو اہل بدعت مین پائی جاتی ہے کہ آیات و احادیث ایصال ثواب سے استدلال کرتے ہین اور اس سے اُن دعوتون کی (جو مردہ کے فوت ہونے پر اغنیا برادری کو کھلاتے ہین) جواز کا نتیجہ نکالتے ہین۔

یہی کام بعینہ آپنے کیا ہے۔ معرض استدلال مین تو اون روایات عالمگیری کو ذکر کیا ہے جسمین صرف وقف اقارب کا ذکر ہے۔ پھر اس سے اپنے فرضی و مصنوعی وقف کا جواز نکالا ہے جسکا (بلحاظ قیود و شروط) اسلام مین کہین پتہ نہین ہے۔

ان سب باتون کی تفصیل متن) رسالہ مین بضمن البطال اصول تحریر خطاب ہوگی اس حاشیہ مین اس تفصیل کا اجمال دکھایا گیا ہے اور اہل فراست کے نزدیک ایک اجمالی جواب کل مطالب تحریر مخاطب ادا ہوا۔

چوتھی یہہ کہ - جانشینی کی ترتیب بالکلیہ مالک جائیداد کی مرضی پر مقرر ہے اور شرع کے رو سے اختیار ہے کہ مالک جائیداد جو مناسب سمجھے اُسکے مطابق طریقہ جانشینی مقرر کرے کچھہ ممانعت شرع مین نہین ہے -

پانچوین یہہ کہ مالک جائیداد کو اختیار ہے کہ جس جس مقدار سے کہ مناسب سمجھے اور جس جس کے لئے مناسب سمجھے اسکی آمدنی مین سے سالانہ مقرر کرے کوئی قید اور ممانعت شرع کے رو سے نہین ہے -

[پھر صفحہ ۵۱ مین اس قانون وقف کے مطالب کی بذکر دفعات اجمالی فہرست دی ہے پھر انہی دفعات کی اس قانون مین تفصیل کی ہے از انجملہ بہت سے دفعات مین اُن اصطلاحات و نتایج و فوائد وکلکٹری قواعد کا بیان ہے - جن سے تعرض کرنا ہماری مقصود سے اجنبی ہے - ہماری تعرض کے لائق ان مین چند دفعات ہین انکو اولاً اجمالی فہرست سے نقل کیا جاتا ہے - پھر انکی تفصیل کو دفعات مسودہ قانون سے پیش کیا جاویگا - آپ فرماتے ہین -]

طُریقہ جانشینی

دفعہ ۲۸ لغائیت ۳۲ - جبکہ ایک مستحکم قانون بنایا جاتا ہے تو قاعدہ جانشینی کا مہمل اور مجمل نہین چھوڑا جا سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اوسکے لئے قانون مین ایک مستحکم قاعدہ جانشینون کے سلسلہ کا بنایا جاوے تاکہ کوئی محل اشتباہ اور نزاع باقی نرہے اسلئے اس مین یہہ قاعدہ بنایا گیا ہے کہ جو شخص متوفی سے قرابت قریبہ رکھتا ہے اور عمر مین بڑا ہے اوس شخص کو استحقاق جانشینی کا ہوگا -

پرورش رشتہ داران

دفعہ ۲۹ لغائیت دفعہ ۳۳ - پرورش رشتہ داران کے لئے بھی قاعدے بنائے گئے ہین صوبہ اودھ مین جو ریاستین تعلقہ داران کی قایم کی گئی ہین اُنکو رشتہ دارونکی پرورش کا طریقہ جو قانوناً قرار دیا

گیا ہے وہی طریقہ اس قانون مین رکہا گیا ہے -

[اس اجمالی فہرست کی دفعہ ۲۷ کی تفصیل آپنے مسودہ قانون مین بذکر چند قواعد کے ہی ازانجملہ ہماری تعرض کے لائق پانچ قاعدے ہین جو ذیل مین منقول ہین -]

(۲) ذکور کو اناث پر ترجیح ہوگی اور وہ ذکور جنکی مان متحد ہے اور باپ مختلف بزمرہ اناث داخل ہونگے

(۸) کبیر السن کی اولاد کو صغیر السن کی اولاد پر ترجیح ہوگی -

(۹) ایک باپ کے دو بیٹون مین سے جو مختلف ماؤن سے ہون اُس بیٹے کو ترجیح ہوگی جسکی مان سے اسکے باپ کا نکاح پہلے ہوا ہو -

(۱۰) درصورت عدم موجودگی رشتہ داران نسبی جائداد شوہر یا زوجہ کو (جیسی صورت ہو) ملیگی لیکن اگر ایک سے زیادہ زوجہ ہون تو اُس زوجہ کو ملیگی جسکا نکاح پہلے ہوا ہو -

(۱۱) درصورت عدم موجودگی اُن تمام اشخاص (یعنے رشتہ داران نسبی و زوجین) کی جائداد گورنمنٹ مین چلی جاویگی تاکہ وہ بطور مناسب مسلمانونکی تعلیمی ‡ اخلاقی و تمدنی ترقی مین خرچ کرے "

[اور دفعات ۲۹ سے ۳۳ تک کی تفصیل مین آپنے اُن شروط و تحدیدات کو بیان فرمایا ہی کہ جن پر نہ قرآن کی شہادت ہے نہ حدیث کی نہ فقہ اہل سنت کی نہ فقہ اہل تشیع کی صرف ایکٹ (۱) بابت ۶۹ء مجوزہ گورنمنٹ انگریزی کی شہادت پائی جاتی ہے - اور آپنے بہی اسکی شہادت کو بضمن حواشی پیش کیا ہے اس تفصیل سے چند دفعات معہ حواشی ان دفعات کی جو جناب کے افادات سے ہین بطور تمثیل ہدیہ ناظرین کرتا ہون -]

دفعہ ۲۹ جب کسی جانشین کے مرنے کے بعد ایسے رشتہ داران باقی رہین جو آگے مذکور ہونگے تو جانشین وقت کو ایسے ہر رشتہ دار کو اپنی ایام حیات مین یا اوس میعاد تک جو آگے مذکور ہوگی بذریعہ بارہ

‡ یہان آپ یہہ کہنا بہول گئی (یا شاید دلمین یہی ہو) کہ اس جائداد کو علیگڈہ کی مدرسہ مین صرف کری یا تہذیب الاخلاق کی مصارف مین لگائی اسلئے کہ آجکل اخلاقی اور تمدنی ترقی کیلئے ایسا کوئی محل نہین ہے - (چشم بد دور)

اقساط مساوی ماہوار یکروا جملک کے مطابق ایک موجب سالانہ ادا کرنا ہوگا جو اُس مقدار سے زیادہ نہوگا جسکا ذکر آگے آئیگا بشرطیکہ رشتہ دار ان مذکور بروز وفات جانشین متوفی کی سکے ساتھ سکونت اور خورد و نوش رکھتا ہو اور بدین شرط کہ یہہ رشتہ دار اُسکو کوئی کافی ذریعہ پرورش کا نہ رکھتا ہو نہ رکھنے والا ہو

دفعہ ۳۰ - متوفی کی جدین و والدین و بیوگان کبیرہ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی حسب مشرح ذیل ہوگی

(پھر اس شرح مین سات درجہ موجب کو ذکر کیا اور درجہ ہفتم کا بیان یہہ فرمایا -)

یعنی درجہ ہفتم جب الیت سالانہ چودہ ہزار روپیہ سے کم ہو تو تعداد ایک سو اسی روپیہ سے زیادہ نہوگی -†

جانشین متوفی بیوہ صغیرہ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی اُس غایت تعداد سے نصف ہوگی جسکی بیوہ کبیرہ بموجب خبر ماسبق دفعہ ہذا کے مستحق ہوتی -

دفعہ ۳۱ - جانشین متوفی کے برادران اور پسران نابالغ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی ایک ہزار دو سو روپیہ سے زیادہ نہوگی -

جانشین متوفی کے بہتجون کیحالت مین جو یتیم اور نابالغ ہون غایت تعداد موجب سالانہ کی چھ سو روپیہ سے زیادہ نہوگی ††

دفعہ ۳۲ - جانشین متوفی کی دختران نا کتخدا اور پسران اور برادران کی بیوگان کیحالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی تین سو روپیہ سے زیادہ نہوگی §

† دفعہ ۲۴ - ایکٹ ۱۸۶۹ء - ‡ دفعہ ۲۵ ایکٹ ۱۸۶۹ء †† دفعہ ۲۶ ایکٹ ۱۸۶۹ء § دفعہ ۲۷ ایکٹ ۱۸۶۹ء

یہہ حواشی جناب مخاطب ہی کے افادات سے ہین ناظرین انکو نظر انصاف سے ملاحظہ فرماکر غور کرین کہ دفعات ایکٹ جنہی ان حواشی مین استنباط ہی آیات قرآنیہ ہین یا احادیث نبویہ یا روایات فقہیہ پھر وہ وقف جسکی احکام کی بنا صرف ان دفعات پر ہے وقف اسلام کیونکر ہو سکتا ہی اور اسکو فقہ سنی و شیعہ کے مطابق اور ان سے مستفاد و مستنبط کیونکر کیا جا سکتا ہی نیز ان لوگونکی علم و فہم پر تعجب ہی جنہون نے اس مسئلہ مین صرف لفظ وقف دیکھکر سکو ہر قسم کا وقف خیال کر کے جو فتاوی عالمگیری یا شرائع الاسلام مذہب شیعہ کے روایات مین مذکور ہی مساق سمجھ لیا ہے اور اسلئے ان احکام و لوازم کو جنکی بنا صرف ایکٹ ہی گورنمنٹ انگلشیہ ہے یہہ کچھہ خیال نکیا اس زمانہ تاریکی مین (جسکو بعض مہذب زمانہ روشنی کہتے ہین) علم کا تو تنزل ہو ہی رہا افسوس ساتھہ ہی اسکے عقل و فہم کو بھی تنزل ہو گیا ہے - فان للہ و انا الیہ راجعون - حاشیۃ الحواشی

یہہ جملہ مطالب دفعات تحریر جناب کا (جسکو مسئلہ شرعی سے تعلق ہے) **خلاصہ** بیان کیا گیا ہی اور جن دفعات سے ہمکو تعرض نہین کیا انکو اصل مطلب سے (جو شرع سے متعلق ہے) کچھہ تعلق نہین ہے اوسمین صرف بیان اصطلاحات و قانونی تشریحات و کلکٹری ہدایات وامثال ذلک کا بیان ہے جو ہماری بحث و مقصود سے خارج ہے۔

ان سب مطالب کی (جو ہمنے نقل کئے ہین) **اصل اصول تین امر** ہین جو جملہ مطالب کے لئے بمنزلہ مقدمات ہین اور اُن سب مطالب کی مناط و مدار وہی تین امر ہین انکے ابطال سے جملہ مطالب تحریر جناب کا ابطال متصور ہے اسلئے ہمنے اپنی بحث و کلام کو اُنہی تین امر کی ابطال مین منحصر کردیا ہی وہ تین امر یہہ ہین

امر اول ہر صاحب جائیداد کو اپنی حیات مین اپنی جائیداد کی نسبت کلی اختیار حاصل ہے چاہے اُسکو جسطرح دل مین آوے) ہبہ کردی جاہے بلا لحاظ و پابندی قید ثلث (جو وصیت مین شرعاً معتبر ہے) کل یا اکثر جائداد کو وقف کردے جیسی پابندی قیود شرع فرائض و وصیت مین اسپر واجب ہے ویسی وقف یا ہبہ مین نہین ہے اسمین اسکو شرعاً بالکل آزادی ہی اور یہہ وجہ ہے خود مختاری

دوم ہر صاحب جائیداد کو یہہ بھی اختیار حاصل ہے کہ اپنی وقف کردہ جائیداد کی تقرر جانشینی و تقسیم آمدنی کے باب مین جو شروط و قواعد چاہے تجویز کرے کوئی حکم یا قید شرع کیطرف سے اسپر نہین ہے۔

سوم وقف جو اس مسودہ مین آپنے تجویز کیا ہے اور اسکو خاص خاص قیود و شروط سے مقید کردیا ہے یہہ وہی وقف ہے جسکا شرع مین حکم آچکا ہے اور روایات منقولہ سابق مین اسکا ذکر ہے اور یہہ وقف اوس وقف سے (جو فی سبیل اللہ امور مذہبی کے لئے کیا جاتا ہے جیسے مساجد و مدارس وغیرہ) علیحدہ چیز ہے اُس وقف الٰہی و مذہبی سے صرف ثواب آخرت مقصود ہوتا ہے۔ اور اس وقف خاندانی سے محافظت خاندان و ابقاء ریاست و نام مدنظر ہوتا ہے گویا یہہ دونون متعلق وقف کے دو نوع متباین ہین اور دونون کے احکام مختلف اور یہہ تینون امر سراسر **غلط و باطل** ہین جنمین خلق کا شائبہ بھی نہین انکی بنا صرف مغالطات پر ہی انکی ثبوت پر کہین شرع یعت مین شہادت نہین ہے نہ خاصکر عالمگیری ہے جسنے ان امور کے ثبوت کا جناب مخاطب کو دعوی ہے ان امور کا ثبوت پایا جاتا ہے بلکہ اُن کا خلاف

و البطال تمام شریعت کتاب و سنت و فقہ علمائے امت مین موجود ہے ناظرین اس امر کا بیان توجہ سے سنین اور اس تدبیر کا دام تزویر ہونا مشاہدہ کرکے اس مین پھنس جانے سے بچین۔

ابطال امر اوّل - گو نیچری اصول کے رو سے ہر کسیکو اپنی جائیداد کی نسبت کلی اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے کسیکو (اہل ہو خواہ نہو) بخشدے یا کسی کنوئین مین ڈال دے یا آگ مین جلادی یا اور کسی طرح ضائع و برباد کردے مگر اسلامی اصول کے موافق کسیکو اپنی جائیداد کی نسبت یہہ اختیار نہین† ہے جائیداد کیا کسیکو اپنے کسی امر (کھانے پینے بولنے سننے لینے دینے وغیرہ) مین خود مختاری و آزادی نہین ہے بلکہ ہر ایک امر مین حال ہو خواہ مآل وہ شریعت کی رسّی سے جکڑا ہوا ہے وہ بلا اجازت خدا و رسول کے کوئی کام نہین کرسکتا۔ اس مقام مین اور سب کامون سے بحث نہین (اس بحث کا کفیل ہمارا مبحث مذہب و معاشرت ہے) اور نہ مال کی جملہ وجوہ تصرفات سے بحث مقصود ہے یہان صرف ہبہ اور وقف مین صاحب مال کی خود مختاری کا جناب نے دعوی کیا ہے اسلئے انہین دو مین اسکی پابندی کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

ہبہ مین کسی شخص کو اختیار نہین ہے کہ جس شخص کو چاہے اپنا مال ہبہ کردے بلکہ صاحب مال پر لازم ہے کہ موقع مناسب کو دیکھے اگر خود حاجت رکھتا ہے تو اپنے نفس کو مقدم کرے پھر اپنی اولاد و عیال کو

† نیچری اصول سے اس کلام پر یہہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب مال ہمنے محنت سے پیدا کیا ہے - اور وہ ہمارا ملک ہوا تو پھر اسکے تصرف مین ہمارا خود مختار و آزاد نہونا خلاف عقل و نیچری ہے - اسلامی اصول سے اسکا یہہ جواب ملتا ہے کہ جو کچھ انسان کماتا ہے اور ملک و تصرف مین لاتا ہے وہ سبھی خدا کا ہے اور اسکا دیا ہوا - اور اسکی توفیق و عنایت سے پیدا ہوا - انسان اسمین خدا کا خلیفہ و نائب ہے اس سے بڑھکر وہ استقلال نہین رکھتا ہے - آن حضرت نے فرمایا ہے ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیہا فینظر کیف تعملون - رواہ مسلم - یعنے دنیا شیرین اور خوش نما ہے اور خدا نے تمکو اس مین اپنا خلیفہ بنایا ہے پس دیکھیگا کہ تم کیا عمل کرتے ہو - اور خلیفہ و نائب کا یہہ منصب نہین ہے کہ مستخلف و منیب کے برخلاف کوئی کام کرے - یا نیابت سے بڑھکر مستقل بالاختیار بن بیٹھے - ۱۲

اگر اولاد متعدد رکھتا ہے تو سب مین مساوات و عدل کی رعایت کرے بعض اولاد پر بعض کو ترجیح ندی اولاد کی ہوئی اگر کسی اجنبی کو ہبہ کرنا چاہے تو بھی حقوق اولاد کی رعایت کرے سبھی یا اکثر مال اجنبی کو نکر دی اور متعدد ہیو تو نہین سے ایک کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو ویسا ہی دوسرے کو ہبہ کرے اگر سوائے اولاد و ازواج کے اور اقربا کو ہبہ کرنا چاہے تو ان مین بھی درجہ قرابت کو ملحوظ رکھے یہہ باتین متعدد احادیث سے ثابت ہین - از انجملہ چند احادیث مندرج ذیل ہوتی ہین - صحیح بخاری مین ہے جب بعض اولاد کو دو نہر و سوائے کچھ دی تو جائز نہین جبتک سب مین مساوات و عدل نکرے

فی صحیح البخاری باب الہبۃ للولد و اذا اعطی بعض ولدہ شیئا لم یجز حتی یعدل بینہم و یعطی الاخرین مثلہ و لا یشہد علیہ و قال النبی صلعم اعدلوا بین اولادکم فی العطیۃ ثم ذکر تفصیلہ عن النعمان بن بشیر قال انطلقت بی ابی الی رسول اللہ صلعم فقال انی نحلت ابنی ہذا غلاما فقال اکل ولدک نحلت مثلہ قال لا قال فارجعہ و فیہ ایضا عن کعب بن مالک قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ و الی

انحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کی ہبہ مین عدل کیا کرو - پھر بخاری نے اس حدیث کو نعمان بن بشیر سے بدین تفصیل نقل کیا کہ مجھ میرے باپ نے کچھ دیا تو (میری ماں) عمرۃ بنت رواحہ نے کہا کہ مین تب راضی ہونگی جب تم رسول اللہ صلعم گواہ بناؤ گے تب اسنے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنے بیٹے کو (جو عمرۃ بنت رواحہ سے ہے) کچھ ہبہ کیا ہے سو اسکی ماں نے چاہا ہے کہ مین آپکو گواہ بنا لون آپنے فرمایا باقی اولاد کو بھی ویسا ہی دیا ہے اسنے کہا نہین انحضرت نے فرمایا خدا سے ڈرو اپنی اولاد مین عدل کیا کرو پھر اسنے آپکی خدمت سے آکر انیا دیا ہوا ہبہ لیا -

اور نیز صحیح بخاری مین ہے کہ کعب بن مالک کی توبہ نازل ہوئی تو کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے کہ پوری ہو جب مین اپنے سبھی مال سے الگ ہو جاؤ تو

تنبیہ - ہبہ - ہدیہ - صدقہ و عطیہ ان احکام مین یکسان ہین اسلئے ان سب بابوں کی احادیث اسی مقام مین درج ہوئین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلعم امسک علیک بعض مالک فہو خیر لک قلت فانی امسک سہمی الذی بخیبر۔

وفیہ ایضاً عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ صلعم قال خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی وابدا بمن تعول

وفی سنن ابی داؤد عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال کنا عند رسول اللہ صلعم اذ جاءہ رجل بمثل بیضۃ من ذہب فقال یا رسول اللہ صلعم اصبت ہذہ من معدن فخذہا فہی صدقۃ مالک غیرہا فاعرض عنہ رسول اللہ ثم اتاہ من قبل رکنہ الایمن فقال مثل ذلک فاعرض عنہ ثم اتاہ من قبل رکنہ الایسر فاعرض عنہ ثم اتاہ من خلفہ فاخذہا رسول اللہ فحذفہ بہا فلو اصابتہ لاوجعتہ او لعقرتہ فقال رسول اللہ صلعم یاتی احدکم بمالہ فیقول صدقۃ ثم یقعد

یعنی سب خدا کی راہ مین دیدون آنحضرت نے ارشاد کیا کہ اپنا کچھہ مال رہنے دی وہ تیرے لئے بہتر ہوگا یعنی تیرے کام آئیگا اسنے کہا مین وہ حصہ رکھہ لیتا ہون جو خیبر مین ہے

دیکھو بخاری مین ہے کہ صدقہ بہتر وہ ہی کہ جسکے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے اور پہلے اسکو دو جو تمہاری پرورش مین ہو

اور سنن ابی داؤد صفحہ ۲۳۴ مین ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس بیضہ کا سا کچھہ سونا لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے یہہ سونا ایک کان سے پایا ہے اور مین اسکے سوا اور کچھہ رکھتا بھی نہین اسکو آپ لیلین یہ فی سبیل اللہ ہے پس آنحضرت نے مونہہ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کی داہنی طرف سے آیا تو آنحضرت نے مونہہ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کی بائین طرف سے آیا پھر بھی آنحضرت نے مونہہ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کی پیچھے سے آیا پس آن حضرت صلعم نے وہ سونا لیکر اسیکو مارا اگر وہ اسکو لگ جاتا تو چوٹ لگاتا یا زخم کر دیتا پس آن حضرت نے ارشاد کیا کہ تم لوگ اپنا سہی مال † خیرات کر دیتے ہو پھر بیٹھہ کر لوگون کی سامنے ہاتھہ

† اگر اسپر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ سنن ابی داؤد کی اسی صفحہ مین یہہ حدیث بھی موجود ہی کہ صدیق اکبر نے ایکدفعہ جو کچھہ گہر مین تہا آنحضرت کی سامنے لاکر صدقہ کر دیا اور آنحضرت نے منع نہ فرمایا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہی حدیث صفحہ ۲۳۴ مین ہے کہ جو مال منقولہ گہر سے اوٹھا لائی تہی اسکو صدقہ کیا تہا نہ یہہ کہ گہر کو بھی ساتہہ اوٹھا لائی تہی اور صدقہ کر دیا تہا اور یہہ اتحاد مین دارد ہی کہ حضرت صدیق اکبر کی پاس ارضی واموال بھی موجود تہی جنمین وہ کاشت وکسب کیا کرتے اور اسمین سے عیال کی پرورش کرتے از انجملہ ایک غابہ تہا جسمین سے آنحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بیس وسق (تقریباً پچیس من) کھجورین عطا فرمائی تہین۔ دیکھو موطا مالک کتاب الاقضیہ۔

یستکف الناس خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی
(وفی روایۃ) خذ عنا مالک لا حاجۃ لنا بہ۔

وایضاً عن ابی ہریرۃ رضہ قال امر النبی صلعم بالصدقۃ فقال رجل یا رسول اللہ عندی دینار قال تصدق بہ علی نفسک قال عندی آخر قال تصدق بہ علی ولدک قال عندی آخر قال تصدق بہ علی زوجک قال عندی آخر قال تصدق بہ علی خادمک قال عندی آخر قال انت ابصر۔

وایضاً فیہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم قال من کانت لہ امرأتان فمال الی احدہما جار یوم القیمۃ وشقہ مایل۔

پھیلاتے ہو بہتر خیرات وہی ہے جو مال باقی رکھکر ہو اس مال کو لیجا ہمکو اسکی کچھ حاجت نہین۔

اور نیز ابو داؤد کی صـ۲۳۷ مین ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت مین عرض کیا کہ میرے پاس ایک اشرفی ہے آپنے فرمایا اسکو اپنی جان پر خرچ کر پھر اسنے کہا ایک اور بھی ہے تو آپنے فرمایا کہ اسکو اپنی اولاد پر خرچ کر پھر اسنے عرض کیا کہ ایک اور بھی ہے تو آپنے ارشاد کیا کہ اسکو بیوی پر خرچ کر پھر اسنے عرض کیا کہ ایک اور بھی ہے تو آپنے فرمایا کہ اپنے خادم پر خرچ کر پھر اسنے عرض کیا کہ ایک اور بھی ہے تو آپنے فرمایا کہ آپ خود جان سکتا ہے (یعنے جسکو اپنے اقربا اور احباب مین سے زیادہ مستحق سمجھے اسپر خرچ کرے۔

اور نیز ابو داؤد مین ہے کہ آن حضرتؐ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو عورتین ہون پھر وہ (عطا وغیرہ حقوق مین) ان مین عدل نہ کرے تو قیامت کے دن وہ ایسی حالت مین آئیگا۔ کہ اسکی ایک پسلی گری ہوئی ہوگی (یعنے فالج زدہ)

اور عموماً اقربا مین رعایت درجہ قرابت کے ملحوظ رکھنے کا آپنے بہت مواضع مین ارشاد فرمایا ہے اور اسیکے موافق ہمیشہ آپ کا اور آپکے اصحاب کا عملدرآمد رہا۔

وفی صحیح البخاری صـ۴۴۲ عن جبیر بن مطعم قال مشیت انا وعثمان بن عفان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ اعطیت بنی المطلب وترکتنا ونحن وہم منک بمنزلۃ

اس حکم کی دستاویز سے ایک موقع پر جسمین آپنے بعض اقربا کو بعض پر مقدم کیا جبیر بن مطعم اور عثمانؓ بن عفان نے آپکے پاس جاکر عرض کیا کہ آپنے (خمس خیبر مین سے) بنی مطلب کو دیا اور

واحدة فقال رسول اللہ صلعم انما نبو المطلب ونبو ہاشم شئے واحد۔

وفی روایۃ ابی داؤد انا وبنی المطلب لا نفترق فی جاہلیۃ ولا اسلام وانما نحن وہم شئی واحد وشبک بین اصابعہ علیہ السلام۔

ہمکو کہیہ ندیا حالانکہ آپسے ہماری اور انکی قرابت یکسان ہے تو آپنے انکی وجہ سوال دست آویز (یعنے لحاظ مساوات درجہ قرابت) بلکہ خلکو آپنے ترجیح دی تہی انکی وجہ ترجیح کو بیان فرمادیا کہ ہم (نبی ہاشم) اور بنی مطلب دونون ایک ہین کبھی اسلام سے پہلے اور پیچھے جدا نہین ہوئی (یعنے ایک دوسرے کے مدد گار رہی ہین) بخلاف نبی عبد شمس و نبی نوفل کہ وہ ہمکو تکلیف پہنچاتے رہے ہین۔

یہہ احادیث باعلی للپکار رہی ہین کہ ہبہ و عطیہ مین شریعت کیطرف سے مسلمانونکو آزادی و خود مختاری نہین ہے۔ بلکہ مصرف و مقدار و غیر متعلقات کے لحاظ سے ان پر اسباب مین کئی قیدین اور بندشین لگی ہوئی ہین کہ از انجملہ بعض قیود کا یہان ذکر ہوا۔

جناب فخاطب کا یہہ کہنا کہ ہبہ مین ہر مالک جائیداد خود مختار رہی محض مغالطہ ہے جسمین آپنے اس مغالطہ کے لئے پیڑی جمائی ہے جو وقف مین خود مختاری تجویز کرنے مین آپ سے سرزد ہوا ہے۔ پہلے آپنے ہبہ مین صاحب جائیداد کو اختیار کامل عطا فرمایا ہے۔ پہر اسی سلسلہ مین وقف کو منسلک کردیا اور وہو کہ دہی کا پورا حق ادا کیا۔

اس بیان مین ہبہ کے باب مین تو آپکا مغالطہ خوب ظاہر ہوا۔ اب وقف کے باب مین مغالطہ جناب ظاہر کیا جاتا ہے۔

وقف مین بہی مسلمانونکو شرع کیطرف سے آزادی و خود مختاری نہین ہے کہ بلا لحاظ پابندی ثلث کل جائیداد و یا اکثر جس قدر چاہین اور جسکے لئے چاہین وقف کردین۔ بلکہ وقف کے باب مین بہی شرع کیطرف سے بنظر محل مقدار کی ویسی ہی قیدین و بندشین ہین جیسے ہبہ اور صدقہ مین مذکور ہوچکین ہین کہ وارثون کو محروم کرکے کل یا اکثر جائیداد غیر ونکی لئے وقف نکرے اور اگر وارثونکی لئے وقف کرنا چاہے تو بعض وارثونکو اس سے محروم نرکہی سب سے بحسب درجات و مراتب صلہ و سلوک کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اسپر وہی حدیثین دلیل ہوسکتی ہین جو ہبہ و صدقہ کے باب مین منقول ہوچکی ہین۔ اور علاوہ بر آن اور آیات و احادیث جو عموماً مسلمانون اور خصوصاً وارثون کو ضرر رسانی سے مانع ہین۔ نیز اسکی دلایل ہین۔ اور اسباب مین ایک ایسی حدیث بھی مروی ہے جو خاص وقف مبطل وراثت کو باطل کر رہی ہے۔

دلائل سابقہ سے وجہ تمسک و استدلال یہہ ہے کہ وقف بھی منجملہ تبرعات و صدقات ہے چنانچہ اسکا ثبوت انہی روایات عالمگیری متمسکہ خباب مخاطب مین موجود ہے۔ اور اسکا پورا بیان عنقریب بضمن ابطال امر سیوم آتا ہے پس جو حکم تبرع و صدقہ کا احادیث مذکورہ بالا مین پایا جاتا ہے (کہ کل مال صدقہ نکیا جاوے اور نہ اس مین بعض اقربا کو بلا وجہ بعض پر ترجیح دیجاوے) وہ وقف کو بھی شامل ہونا ضرور ہے۔

وقف اگر کسی حکم مین (جیسے غنی کے لئے جائز ہونا واقف کا اس سے نفع اوٹھانا) احکام مطلق صدقہ سے مستثنیٰ و مخصوص ہے تو بمقتضائے خارجی و مستقل دلیل کے ہے۔ ویسی دلیل حکم مذکور مین اسکے مستثنیٰ ہونے پر پائی نہین جاتی۔

کسی آیت یا حدیث مین نہین آیا کہ وقف کل یا اکثر جایداد جائز ہے اور اس مین بعض وارثون کو بعض پر بلا وجہ ترجیح دینا مباح ہے پس اسباب مین وقف حکم مطلق صدقہ کا مشمول رہیگا۔ اور کل یا اکثر مال کا وقف کرنا اور اس مین بعض وارثون کو بعض پر بلا وجہ ترجیح دینا بحکم احادیث مذکورہ بالا کے ناجایز متصور ہوگا۔

اور رہے آیات و احادیث علاوہ بر آن اسباب مین دلایل ہین ازانجملہ ایک یہہ آیہ ہے جسمین خدا تعالےٰ نے وصیت مین وارثون کو ضرر پہنچانے سے منع کیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ وصیت

من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار نساء ۱۲۔	کرین تو اسمین وارثون کو ضرر نہ پہنچاوین (یعنے کل یا اکثر مال وصیت نہ کردین) بہت کرین تو ثلث سے نہ بڑہین۔ چنانچہ آن حضرت صلعم نے اسبات کی
عن ابی وقاص قال جاء النبی صلعم یعودنی	

وانا بمکۃ وہو یکرہ ان یموت بالارض التی ہاجر منہا فقال یرحم اللہ ابن عفراء قلت یا رسول اللہ اوصی بمالی کلہ قال لا قلت فالشطر قال لا قلت فالثلث قال الثلث والثلث کثیر انک ان تدع ورثتک اغنیاء خیر من ان تدعہم عالۃ یتکففون الناس فی ایدیہم الحدیث (صحیح بخاری)

تشریح فرمائی ہے اور سعد بن ابی وقاص کو کل اور نصف مال کی وصیت سے ممانعت فرمائی ہے صحیح بخاری مین بصفحہ ۳۹۳ حدیث ہے کہ آن حضرت صلعم سعد بن ابی وقاص کی عیادت کو تشریف لے گئے تو سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ بیٹی کے سوائے میرا کوئی وارث نہین ہین اپنے سبھی مال کی وصیت کردون - آنحضرت نے فرمایا نہین پھر لوگون نے کہا نصف کردون آنحضرت نے فرمایا نہین اسنے کہا ثلث کردون آپنے فرمایا ہان ثلث سہی پھر فرمایا ثلث بھی بہت ہے یعنے اس سے بھی کم کرنا چاہیے - پھر آپنے ارشاد کیا کہ تو وارثون کو غنی چھوڑ جاوے تو اس سے بہتر ہے کہ محتاج چھوڑ جاوے اور وہ لوگون سے مانگتے پھرین -

اس ممانعت ضرر رسانی کو وصیت سے کچھہ خصوصیت نہین ہے بلکہ جیسی وصیت مین ضرر رسانی ممنوع ہے ویسی ہی وقف مین ممنوع ہے کسی آیت حدیث مین وصیت اور وقف کا تفرقہ ضرر کے جواز و عدم جواز مین نہین آیا - اور وقف کے پیرایہ مین ضرر رسانی کا جواز کہین نہین پایا گیا بلکہ اور آیات و حدیث مین (جنکا ذکر عنقریب آتا ہے) عموماً ضرر رسانی کی ممانعت وارد ہے جنسے وقف و وصیت کا اس حکم مین متحد ہونا ثابت ہے -

پس جو دعوی کرے کہ حکم ممانعت ضرر رسانی جو وصیت مین وارد ہے یہہ وصیت ہی کے ساتھہ مخصوص ہے اسپر ایسی دلیل کا جو عموماً ممانعت ضرر سے خاص ضرر بصورت وقف کو مستثنے کرکے حلال کردے پیش کرنا واجب ہے -

اور ہمارے لئے عدم تفارق وقف و وصیت اس حکم مین اور عموم نصوص ممانعت اضرار مین کافی و وافی ہے ان باتون کے سمجھنے کو تھوڑا سا علم معقول و اصول بکار ہے - مگر افسوس ہمارے اکثر مخاطبین اس سے عاری ہین -

واز انجملہ یہہ حدیث ہی کہ ضرر پہنچانا اسلام مین نہین ہے۔ **اور از انجملہ** یہہ حدیث ہی جو حضرت انس سے مروی ہے کہ جو کوئی اپنے وارث کی میراث کو قطع کرے گا اللہ تعالے اوسکی وراثت جنت سے قطع کریگا۔

قال رسول اللہ صلعم لاضرر ولا ضرار فی الاسلام۔ رواہ ابن ماجہ واحمد والبیہقی والدار قطنی والطبرانی وعبد الرزاق عن انس قال قال النبی من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ عن الجنۃ یوم

اور رجو حدیث خاص کر وقف مبطل وراثت مین وارد ہے سو یہہ ہے جو فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ انہون نے فرمایا مین نے آن حضرت صلعم کو بعد نزول سورہ نساء احکام وراثت کے حبس یعنے فرایض سے روکنے والی وقف) سے منع کرتے ہوے سنا ہی یہی تفسیر جس حضرت علی مرتضی علیہ السلام مروی ہی چنانچہ اسی فتح القدیر مین بروایت ابن ابی شیبہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ فرائض سے حبس جائز نہین ہے۔ بجز کہوڑون یا ہتیہارون کی (یعنے قدر قلیل) کے

مسند الطحاوی فی شرح الآثار عن ابن عباسؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم بعد ما نزلت سورۃ النساء وانزل فیہا الفرایض ینہی عن الحبس۔ رواہ ابن ابی شیبہ موقوفا علی علی قال لا حبس عن فرائض اللہ الا ما کان من کراع او سلاح (فتح القدیر)

انہی آیات واحادیث کی نظر سے علمانے ایسے وقف کو جسمین وارثون کو ضرر پہنچے اور وراثت کا ابطال ہونا جایز کہا ہے قاضی محمد بن علی شوکانی نے دراری مضیہ نے فرمایا ہے کہ وقف ضرر رسانکا باطل ہونا ہن دلیل سے ہے کہ خدا تعالے نے ہن وقف کی اجازت نہین دی خدا نے تو ہن وقف کی اجازت دی ہے جو صدقہ جاری رہے نہ وہ ہمیشہ کا گناہ اور دائمی عذاب موجب ہو خدا تعالے نے اپنی کتاب مین ضرر سے عام اور خاص دونون طور پر منع فرمایا ہی اور آن حضرت نے بہی عموما یہہ حدیث فرمائی ہے

فی الدراری المضیۃ واما کون الممن وقف شیئا مضارۃ کان وقفہ باطلا فلان ذلک مما لم یاذن بہ اللہ سبحانہ بل لم یاذن الا بما کان صدقۃ جاریۃ ینفع بہا صاحبہا لا بما کان اثما جاریا وعقابا مستمرا وقد نہی اللہ سبحانہ عن الضرار فی کتابہ العزیز عموما وخصوصا ونہی النبی صلعم عموما کحدیث لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام وقد تقدم وخصوصا کما فی ضرار الجار وضرار الوصیۃ ونحوہ۔

کہ اسلام مین ضرر نہین ہے اور خاص طور پر ضرر ہمسائہ اور ضرر وصیت سے بہی منع کیا ہے۔

اور اسکے موافق جو ائمہ مذہب حنفی سے ممانعت وقف مروی ہے وہ کتب فقہ مین موجود ہے اور ہم سے پہلے بعض اکابر علماء صوبہ بہار نے بطور رسالہ† قلم بند کرکے شائع کردیا ہے - ہم اسکا اعادہ نہین کرتے اسکی تفصیل کو اسی رسالہ پر حوالہ کرتے ہین -

اس **بیان یا برہان** سے ثابت ہوا کہ شرع کیطرف سے وقف مین بھی مسلمانون پر ایسی ہی قیدین اور بندشین ہین جیسے ہبہ و صدقہ مین ہین کوئی شخص اسمین شرع کیطرف سے خود مختار و آزاد اور اسبات کا مجاز نہین ہے کہ کل یا اکثر مال وقف کردے اور وارثون کی حق تلفی کرے اس دعوی خود مختاری وقف مین بھی آپنے ویسا ہی دھوکہ دیا ہے جیسے ہبہ مین دیا ہے - اور شرع کے روسے ہبہ - وقف - وصیت - و فرائض سبھی پابندی شرع مین یکسان ہین اور مسلمانون کی اموال حالت حیات و حالت ممات مالک مین یکسان احکام شرعی سے وابستہ ہین شرع نے جیسی فرائض اور وصیت مین اُنپر قیدین لگائی ہین ایسی ہی ہبہ اور وقف مین بھی قیدین لگائی ہین - اور اموال مسلمین جیسے بعد ممات مالک مورد احکام شرع ہین ویسی حالت حیات مالک مین مورد ہین چنانچہ مخاطب نے جو کچھ اسکے خلاف مین کہا ہے وہ محض مغالطہ ہے - جسکی بنا صرف نیچری اصول پر ہے -

یہہ ابطال امر اوّل کے متعلق اخیر کلام ہے - اور یہہ کلام اس انداز سے ہوا ہے کہ اسی ہین ابطال امر دوم و سیوم بھی ہو گیا - اور کل مقاصد تحریر جناب کا جواب ادا ہوا - تاہم بنظر مزید اہتمام و تشدید افحام باقی دو امرونکی ابطال سے بالاستقلال تعرض کیا جاتا ہے -

ابطال امر دوم - یہہ کہنا آپکا (کہ تقرر قواعد جانشینی اور تقسیم آمدنی مین مالک جائیداد پر شرع کیطرف سے کوئی قید نہین) ایسا خلاف واقع ہے کہ اگر اسکو بپاس رتبہ جناب کذب سے

† یہہ رسالہ رئیس کبیر جناب منشی محمد امیر صاحب رئیس اعظم عظیم آباد پٹنہ کی فرمائش سے مطبع صبح صادق عظیم آباد پٹنہ مین چھپا ہے اور وہین سے مل سکتا ہے ۱۲ -

تعبیر نکیا جاوے تو مغالطہ اور خطا سے تو ضرور تعبیر کرنا پڑتا ہے۔ یہہ **دعوی** نہ آپکے روایات متمسکہ سے ثابت و مفہوم ہوتا ہے نہ اور کہین کتاب و سنت و اقوال علماء امتہ مین اس دعوے کیلا سُراغ ملتا ہے۔ بلکہ بشہادت کتاب و سنت و فقہ مجتہدین امتہ تقرر قواعد جانشینی و تقسیم آمدنی کے باب مین صاحب جائداد پر کئی قیدین اور بندشین لگ رہین ہین۔

تقسیم آمدنی کے باب مین جو قیدین شرع مین وارد ہین وہ احادیث مذکورہ بالا سے سمجھی جاتی ہین اُنکے اعادہ تفصیل کی حاجت نہین ہے۔ خلاصہ انکا یہہ ہے کہ اگر کسی وارث کے لئے کچھہ وقف کرے تو بحکم مساوات برّ و صلہ کی اُسپر لازم و ضرور ہے کہ دوسرے وارث کو بھی بحسب ضرورت یا بلحاظ درجہ قرابت اس مین شریک کرے۔ یا اسکے لئے اور جائداد چھوڑ جاوے جس سے وہ بحسب فرائض حصہ پاوے۔ اگر کل جائداد بعض وارثون کے لئے وقف کر جائیگا اور بعض کو اپنے مال سے بالکل بے نصیب کر دیگا تو یقیناً کہلے راستے جہنم مین جائیگا۔ اور اپنا حصہ نعیم جنت سے کھو بیٹھے گا۔

اس **دعوی** پر **دلائل** آیۃ و احادیث سابقہ ہین جنابِ مخاطب انمین غور فرماوین پھر انصاف سے کہین کہ تقسیم آمدنی وقف مین شرع کیطرف سے کوئی قید نہین ہے؟ آپ اسباب مین کچھہ نظر ماوین تو اور ناظرین ہی اسمین داد دین اور انصاف سے کہین کہ صاحب وقف پر تقسیم آمدنی مین واقعی کوئی قید نہین ہے۔ یا حسب منشاء و مفاد احادیث سابقہ اُنپر کوئی قید ہے یا

تقرر جانشینی کے لئے شرع مین کئی قیدین وارد ہین۔ از انجملہ چند قیدین یہہ ہین۔

(۱)۔ متولی و جائے نشین مخالف مذہب اسلام (یعنے کافر) نہو۔

(۲)۔ فاسق (شارب الخمر تارک الصلوۃ مثل اسکے) نہو۔

(۳)۔ تولیتہ کا حریص و خواہان نہو جس سے اموال مین ہوائے نفس کے موافق تصرف کرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(۴) سفیہ و بے وقوف نہو جس سے اموال کو بیجا تصرف سے ضائع کرنیکا خوف ہوتا ہے و قس علی ہذا۔

حاشیہ یہہ چار قیدین بطور تمثیل ذکر ہوئی ہین ورنہ سیون اور قیدین بھی ہین جو حدیث و فقہ مین موجود ہین۔

اللہ تعالے قرآن مجید مین کفار کی تولیتہ کو ان عام الفاظ سے باطل کیا ہے کہ خدا تعالے نے

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا نساء ع۲

کافرون کو مومنون پر راہ نہین دی - یعنے انکی امامۃ و تولیتہ و شہادت وغیرہ حقوق لازمہ مقرر نہین کر دیئی - کتاب ہدایہ مین (جو حنفی مذہب مین مشہور و معتبر کتاب ہے) اس آیت سے تفی ولائتہ و شہادت کفار پر استدلال کیا ہے اور ولائیہ کافر کو بے اعتبار ٹہرایا ہے -

ولا ولایۃ لکافر علی مسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ولہذا لا تقبل شہادتہ علیہ ہدایہ

سفیہ بے وقوف کی تولیتہ سے ان عام الفاظ سے کے ساتہہ منع فرمایا ہے - کہ اپنے مال جنکو خدا نے تمہارے لئے قوام عیش بنایا ہے بے وقوفون کے سپرد نکرو -

ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما وارزقوہم فیہا وقولوا لہم قولا معروفا -

یہہ آیت اگرچہ یتیمون کے باب مین وارد ہے مگر الفاظ اسکے عام ہین اور اصول مین محقق و مدلل ہو چکا ہے - کہ لفظ کی عموم کا اعتبار ہے خصوصیت مورد و محل کا کچھہ اعتبار نہین ہے -

اور حریص و خواہان تولیتہ کو متولی کرنے کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے منع کیا ہے کہ ہم اپنے کسی کام پر اس شخص کو متولی نہین بناتے جو اس تولیتہ کا خواہان اور حریص ہو (یعنے اسلئے کہ اسکی حرص اسکی خیانت پر باعث ہوگی)

عن ابی موسی قال دخلت علی النبی صلعم انا ورجلان من بنی عمی فقال یا رسول اللہ امرنا علی بعض ما ولاک اللہ وقال الاخر مثل ذلک فقال رسول اللہ صلعم لا نولی علی ہذا العمل احدا سالہ ولا احد حرص علیہ - رواہ البخاری - وفی روایتہ لہما لا نستعمل علی عملنا من ارادہ -

یہہ قول آن حضرت صلعم نے ابی موسی اشعری وغیرہ صحابہ کو فرمایا - جب انہون نے بعض اموال پر متولی ہونا چاہا -

وعن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلعم تجدون من خیر الناس اشدہم کراہیۃ لہذا الامر حتی یقع فیہ - رواہ البخاری -

اور ارشاد فرمایا - امیری و سرداری کے لئے وہ شخص بہتر ہے جو اس سرداری کو ناپسند کرے یہانتک کہ مجبور ہو کر اسمین جا پڑے -

وعن خولۃ الانصاریۃ قالت قال رسول اللہ صلعم

اور ارشاد فرمایا - کہ بعض لوگ خدا کے مال مین

ان رجلا یخوضون فی مال اللہ بغیر حق فلہم النار یوم القیمۃ رواہ البخاری۔

(جسکے وہ متولی ہون) ناحق غوطے لگا دینگے (یعنے ناحق صرف کرینگے) انکے لئے آگ ہے۔

عن عمر بن الخطاب انہ کان اذا بعث عمالہ شرط علیہم ان لا ترکبوا برذونا ولا تاکلوا نقیا۔ ولا تلبسوا رقیقا ولا تغلقوا ابوابکم دون حوائج الناس فان فعلتم حلت لکم العقوبۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

اس صرف ناحق کی تفسیر یہہ ہے جو حضرت عمر فاروق سے مروی ہے کہ آپ جب کارداروں کو کسی کام پر بہیجتے تو انپر یہہ شرطین لگا دیتے۔ کہ ترکی گہوڑون پر سوار نہو نا میدہ کی چپاتیان نہ کہانا باریک باریک لباس (جیسے آجکل کے امرا تنزیب بابر لیٹ وگلشن پہنتے ہین نہ پہننا۔ اہل حاجات سے چہپ نہ بیٹہنا جو ایسا کریگا اسپر عذاب نازل ہوگا۔

یہہ احادیث اگرچہ باب قضاء و امارۃ مین وارد ہین مگر تولیۃ وقف بہی اسیکے حکم مین ہے۔ بلکہ اسیمین داخل۔ علاوہ الفاظ ان احادیث کے عام ہین۔ انمین خصوصیت مورد و محل کو دخل نہین ہے۔ شیخ عبد الحق دہلوی حدیث خولہ کی شرح مین فرماتے ہین یہ حکم سبہی تصرفات والیون اور رعایا کو شامل ہے۔

وہذا یعم تصرف الولاۃ والرعایا واخذہم زیادۃ علے رزقہم ونصیبہم (لمعات)

ایسا ہی کتب فقہ مذہب حنفی مین (جنسے آپ اپنا مصنوعی وقف ثابت کرنا چاہتے ہین)۔ قیود و تولیۃ کو بیان کیا ہے۔ از انجملہ بطور تمثیل ایک دو کتابون کی عبارتین نقل کیجاتی ہین کتاب **درمختار** مین (جو مشہور کتابون سے ہے) کہا ہے وقف کو متولی کی تولیۃ سے

وینزع وجوبا۔ لو الواقف (درر غیرہ اولی) غیر مامون او عاجزا وظہر بہ فسق۔ کشرب خمر ونحوہ (فتح) او کان یصرف مالہ فی الکیمیا (نہر بحثا) وان شرط عدم نزعہ (درمختار)

اگرچہ خود وقف کنندہ متولی ہو چہ جائے کہ سوائے اسکی کوئی دوسرا شخص ہو (چنانچہ در بحار مین ہے) وجوبا نکال لیا جاویگا اگر وہ امین نہو یا اسکے قیام حقوق سے عاجز ہو یا اسکا فسق ظاہر ہو جیسے شراب پینا یا مثل اسکے (جیسا کہ فتح القدیر مین ہی) یا اسنے مال کو کیمیا مین صرف کیا ہو (چنانچہ نہر الفائق مین بطور بحث بیان کیا ہے) اگرچہ اس شخص کے ہاتہہ سے نہ نکالنا وقف کا پہلے مشروط ہو چکا ہو۔

یعنے اس شرط کا بھی لحاظ نہو گا اور وقف ضرور نکال لیا جاویگا۔

اسکے حاشیہ درمختار مین ہے کہ بحر الرائق مین کہا ہے کہ اس مسئلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قاضی کو

قولہ۔ لو الواقف اے کان متولی ہو الواقف قولہ فغیرہ اولی قال فی البحر و یستفید منہ ان للقاضی عزل المتولی قولہ (غیر مامون) قال فی الاسعاف ولایولی الا امین قادر بنفسہ او نبائبہ لان الولایۃ مقیدۃ بشرط النظر لیس من النظر تولیۃ الخائن لانہ یخل بالمقصود وکذا تولیۃ العاجز لان المقصود لا یحصل بہ (درمختار)

اس متولی کا معزول کرنا جو وقف کنندہ کی سوے ہو بطریق اولی پہنچتا ہے۔ اور اسعاف مین کہا ہے کہ متولی نکیا جاوے مگر ایسا شخص جو امانت دار ہو اور وقف کی خبر گیری بہ بذات خود یا بذریعہ نائب قادر ہو یہہ اسلئے کہ ولایہ مین محافظت شرط ہی اور خائن کو متولی کرنا محافظت مین داخل نہین ہے بلکہ مقصود مین خلل انداز ہے۔ ایسا ہی عاجز کو متولی کرنا اس سے بھی مقصود حاصل نہین ہوتا۔

ان آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ درروایات فقیہ کو بھی جناب مخاطب حق جہ سے ملاحظہ مین لاوین پھر داد انصاف دیکر فرماوین کہ جاے نشین ومتولی کی تقرر مین شرع کیطرف سے کوئی قید نہین ہے؟ اور آیات واحادیث درروایات مذکورہ بالا جنمین قیود اربعہ مذکور ہین آپکے نزدیک داخل شریعت نہین ہین؟ آپ اس مین کچھ نہ کہین تو اور بھی ناظرین داد دین۔ اور آپکے اس دلیرانہ دعوی کا کہ (جاے نشین مین شرع کیطرف سے مسلمانون پر کوئی قید نہین ہے۔) میزان علم وفہم سے موازنہ کرین۔

یہہ دلیرانہ دعوی جناب اس غرض سے ہے کہ احکام شریعت نیست ونابود ہوجاوین اور بجاے اسکے قوانین مجوزہ جناب شریعت قرار پاوین۔ یہہ دعوی آپ نکرتے تو جو قواعد جانشینی آپنے اس قانون مین تجویز کئے ہین (مثلاً موافق آئین سلاطین بڑا بیٹا ہے خواہ وہ فاسق تارک الصلوۃ شراب خوار ہو) جاے نشین کیا جاوے۔ یا جو قواعد پرورش رشتہ داران مین بدست آویز ایکٹ (۱) ۱۸۶۹ء مجوزہ گورنمنٹ انگریزی آپنے واجب العمل ٹہرائی ہین

مسلمانون مین کب لائق پذیراے ہوتی - آپ نے اس نظر سے یہہ حکمت کی ہے کہ پہلے اُن احکام کو شریعت سے مٹا لیا - اور مسلمانون کو مذہب کیطرف سے آزاد و خود مختار بنا دیا پہر ان قواعد کو دستور العمل ٹہرا دیا -

اور اس دلیری کرنے مین یہہ سمجہہ لیا کہ مسلمانون مین جو احکام شریعت سے واقف ہین وہ ہمارے آرٹیکل و قوانین کو لغو سمجہکر ملاحظہ نہین کرتے اور جو انکو شوق سے دیکہتے ہین وہ احکام شریعت سے واقفیت نہین رکہتے - پس جو کچہہ ہم کہینگے وہی سُنا جائیگا اور ہمارا رات کو دن اور دن کو رات کہنا بہی سچ مانا جاویگا -

مگر آپ نے اس بیت (در بیشہ گمان مبر الخ) پر عمل نکیا اور یہ خیال نفرمایا کہ شاید کوئی نہ کوئی واقفان احکام شریعت سے ہماری کلام کیطرف متوجہ ہوگا - اور ہماری اِن دلیرانہ دعاوی کے قلعے کہول دیگا -

بالجملہ امر دوم - منجملہ امور ثلثہ اصول تحریر جناب بہی ویسا ہی باطل ہے جیسا کہ امر اول باطل ہے - اب امر سیوم کے ابطال مین کلام کیا جاتا ہے -

ابطال امر سیوم - امر سیوم مین آپکا یہہ دعوی ہے کہ جو وقف ہمنے تجویز کیا ہے یہہ وہی وقف ہے جسکا روایات فتاوے عالمگیرے مین ذکر ہے - اور یہہ وقف مذہبی وقف (مساجد و مدارس وغیرہ) سے جداگانہ چیز ہے جس سے ریاست کو قائم کرنا اور عزت و امتیاز خاندان کا باقی رکہنا مقصود ہوتا ہے - اور یہہ دعوی بہی سراسر باطل و بے بنیاد ہے نہ یہہ وقف وہ وقف ہے جسکا فتاوے عالمگیرے وغیرہ کتب فقہ و حدیث مین ذکر ہے - اور نہ شرع مین کوئی ایسا وقف آیا ہے جس سے ریاست و نام و عزت و امتیاز خاندان کا رکہنا مقصود ہوتا ہے - شرع مین اُسے وقف کا ذکر ہے جسمین ثواب آخرت و محض للّاہیت مدنظر ہوتی ہے -

اور یہہ **للّاہیت** و ارادہ ثواب آخرت وقف کی حقیقت مین داخل ہے اور اسکی ذاتیات یا اخص +

+ التشقیق مبنی علی الاختلاف فی کون تعریفات الحقائق الاعتباریۃ الغیر المتاصلۃ حدودًا او رسومًا - حاشیہ ۱۲

صفات سے ایسا قسم یا فرد وقف کا کوئی نہین پایا جاتا جسمین اس ذاتی یا اس صفت کا تحقق نہین ہوتا۔ اس صفت للاہیت کے پائے جانے مین جملہ اقسام وقف (جنکا تعدد مصرف ومحل کے سب سے ہے) ایک جنس ہین اور ایک کو دوسرے سے اس صفت مین تفارق وتباین نہین ہے وقف اولاد اقارب کو وقف مسجد سے علیحدگی و تفارق ہی تو اسمین ہے۔ کہ مسجد سے ملک وقف مسجد کے زایل ہونے کے لئے وقف کی وصیت یا حاکم کا حکم شرط نہین ہے۔ اور وقف مسجد بطور وقف متاع یعنے مشترک غیر منقسم کی درست نہین اور اسمین امام محمدؒ کے نزدیک متولی کی تفویض شرط نہین اور وقف اولاد اقارب مین ان باتون کا خلاف ہے مگر اس صفت للاہیت وارادہ ثواب آخرت مین یہہ اس سے جدا نہین ہے۔ غرض جسمیں جناب مخاطب نے جتایا ہے کہ وقف امور مذہبی سے ثواب مقصود ہوتا ہے اور وقف خاندان سے عزت ونام وریاست کا قیام یہہ محض مغالطہ ہے شرع مین اسکی کوئی اصل نہین ہے۔

ہمارے اس بیان کی تصدیق بر فقہ وحدیث متفق ہے اور تصریحات اکابر فقہا جو الفاظ وقف اقارب وتعریف وسبب وغائت ومطلق وقف مین انسے مروی ہین اسکے مصدق ہین۔ آنحضرتؐ کے زمانہ مین حضرت عمر فاروقؓ نے وقف اقارب کیا اسکو صدقہ اور فی سبیل اللہ فرمایا ہے۔ صحیح بخاری مین حدیث ہے حضرت عمرؓ نے خیبر مین ایک زمین پائی پھر آنحضرتؐ کے پاس التماس کی یا رسول اللہ مینے خیبر مین ایسی نفیس زمین پائی ہے کہ ایسی کبھی نہین پائی آپ اسمین کیا فرماتے ہین آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ اگر تو چاہے تو اصل زمین بند رہنے دے اور اسکا نفع صدقہ کردے پس حضرت عمرؓ نے اسکو اسطرح پر صدقہ کیا کہ یہہ بیع نہو نہ ہبہ نہ اس مین ارث جاری یہہ فقیرون اور قرابتیون اور غلامون کے آزاد کرنے مین اور فی سبیل اللہ اور مہمانون اور مسافرون مین صدقہ ہے۔

عن ابن عمر قال اصاب عمر بخیبر ارضاً فاتی النبی صلعم فقال اصبت ارضاً لم اصب مالاً قط انفس منہ فکیف تامرنی بہ قال ان شئت حبست اصلہا وتصدقت بہا فتصدق عمر انہ لا یباع اصلہا لا یوہب ولا یورث فی الفقراء والقربی والرقاب وفی سبیل اللہ والضیف وابن السبیل الحدیث۔

ایسا ہی ابو طلحہ نے اس صدقہ مین کہا تہا جو انہون نے اپنے قرابتون کے لئے مقرر کیا تہا
اسی کتاب مین حدیث ہے کہ جب آیۃ لن تنالوا البر نازل ہوئی تو ابو طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے
فرمایا ہے کہ جب تک تم اپنا سب سے پیارا مال خرچ نکروگی نیکی نپاؤگے اور مجھے سب مالون سے

فی صحیح البخاری باب اذا وقف او
اوصی لاقاربہ ومن الاقارب وقال ثابت
عن انس قال النبی صلعم لابی طلحۃ اجعلہ
لفقراء اقاربک فجعلہا لحسان وابی بن
کعب ورواہ بتمامہ فی مواضع من کتابہ منہا
ص۱۹۷ - ۳۸۶ وص۳۸۸ وغیرہ ۔

بیرحار (کنوین اور باغیچہ کا نام ہے) پیارا ہی
آپ جہان مناسب دیکہین اسکو وقف کرین بیہ خدا
کے لئے صدقہ ہے مین اسکا ثواب اور ذخیرہ خدا کے
پاس چاہتا ہون تو آپ نے فرمایا اسکو اپنے
قرابتیون مین مقرر کردے تو حضرت ابو طلحہ نے وہ حسان
وابی بن کعب مین جو سب قرابتیون سے نزدیکی تہے مقرر کردیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے (جنکو آپ سلسلہ محققین مین داخل کرچکے ہین) حجۃ اللہ البالغہ مین

ومن التبرعات الوقف وکان اہل الجاہلیۃ لا
یعرفونہ فاستنبط النبی صلعم لمصالح لا توجد
فی سائر الصدقات فان الانسان ربما یصرف
فی سبیل اللہ مالا کثیرا ثم یفنی فیحتاج اولئک
الفقراء تارۃ اخری ویجی قوم آخرون من
الفقراء فیبقون محرومین فلا احسن ولا انفع
للعامۃ من ان یکون شیئ جسیما للفقراء وابناء
السبیل یصرف علیہم منافعہ ویبقی اصلہ علی ملک
الواقف وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر ان شئت
حبست اصلہا ولا یوہب ولا یورث وتصدق
بہا فی الفقراء وفی القربا وفی الرقاب وفی

فرمایا ہے۔ وقف بہی منجملہ تبرعات ہے۔ زمانہ جاہلیہ
کے لوگ اسکو کچہہ نہ جانتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اسکو ایسی مصلحتون کی نظر سے نکالا جو اور صدقات
مین پائے نہین جاتے۔ اسلئے کہ انسان کبہی بہت
سا مال فی سبیل اللہ صرف کردیتا ہے پہر وہ تمام
ہوجاتا ہے اور وہی فقراء جنکو دیا تہا محتاج کے
محتاج رہجاتے ہین۔ اور جو نئے فقیر آتے ہین
وہ اس سے بالکل ہی محروم رہتے ہین پس عام
لوگونکے لئے اس سے بہتر اور نافع تر کوئی امر نہ تہا۔
کہ ایک چیز کے اصل کو بند یعنے وقف کر رکہین۔
اور اسکی نفع و آمدنی کو فقیرون پر صرف کرین اور

وفی سبیل اللہ وابن السبیل الضیف للجام علی من ولیہا ان یاکل منہا بالمعروف ویطعم غیرہ متمول۔

وہ اصل چیز وقف کنندہ کی ملک رہے (چنانچہ ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے)

آنحضرتؐ کا قول جو حضرت عمرؓ کو ارشاد ہوا ہے کہ اصل زمین کو بند رکھو اور اسکا نفع خیرات کردے تا آخر (جو صفحہ سابق مین گذرا) یہی وجہ رکھتا ہے۔

روایات فتاوی عالمگیری جو خاص وقف اقارب مین ہین اور انہی روایات سے آپنے مصنوعی وقف کا جواز نکالا ہے صاف ناطق ہین کہ وقف اقارب بھی ایک صدقہ ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلے اور پانچوین روایت مین لفظ صدقہ صاف موجود ہے اور بقیہ روایات سے جنمین فقرار کا ذکر ہے صدقہ ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ اور اسی قسم کی روایات جنکو جناب مخاطب نے نقل نہین کیا اور بھی اس مین ہین

از انجملہ یہہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا میری یہہ زمین صدقہ ہے جو میری اولاد کے لئے وقف ہے تو آمدنی اسکی اسکی صلبی اولاد کے لئے لازم ہو خواہ عورت ہو گی۔ جب یہہ وقف جایز ہوا تو جبتک کوئی اسکی صلبی اولاد سے موجود ہوگا آمدنی اسکی لئے رہیگی اور جب صلبی اولاد سے کوئی نہ رہیگا تو آمدنی فقیرون پر مصروف ہوگی یعنے اولاد کی اولاد کو ندی جاویگی۔

رجل قال ارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ علی ولدی کانت الغلۃ لولد صلبہ یستوی فیہ الذکور والانثی واذا جاز ہذا الوقف فما دام یوجد واحد من ولد الصلب کانت الغلۃ لہ لا لغیرہ فان لم یبق واحد من البطن الاول تصرف الغلۃ الی الفقرار (عالمگیری)

اسی **قسم** کی اور روایات ہین جنکی نقل کرنے مین طول ہوتا ہے **اور اسی** فتاوی عالمگیری مین تعریف مطلق وقف اور اسکے الفاظ اور اسکے شروط کو ایسا بیان کیا ہے جنمین لفظ صدقہ یا اسکے معنے موجود ہین۔ چنانچہ کہا ہے **تعریف** وقف ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہہ ہے کہ کسی اصل چیز کا واقف کے ملک سے

فی العالمگیریۃ اما تعریفہ فہو فی الشرع عند ابی حنیفۃؒ حبس العین علی ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ علی الفقرار او علی وجہ من وجوہ الخیر

بند رکھنا اور اسکا نفع فقرار پر یا اور خیرات کے صورتون مین صرف کرنا۔ اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اسکو بحکم ملک خدا بند رکھنا ہی

وعندہما حبس العین علی حکم ملک اللہ علی وجہ تعود منفعتہ الی العباد اما رکنہ فالالفاظ الخاصۃ الدالۃ - فصل فی الالفاظ التی یتم بہا الوقف اذا قال ارضی ہذہ صدقۃ محررۃ موبدۃ حال حیاتی وبعد مماتی او قال ارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ محبوسۃ الخ واما سببہ فطلب الزلفی انتہی مختصراً -

ایسے طور پر کہ اسکا نفع بندون پہونچے - اور اسکا رکن وہ الفاظ خاص جو وقف پر دلالت کرتے ہین (پہر ان الفاظ کو فصل مستقل مین یون بیان کیا ہے) یہہ میری زمین صدقہ ہے ہمیشہ کے لئے وقف کی گئی اور مثل اسکے اور الفاظ - [illegible] اور اسکا سبب یعنے فائدہ ومقصود خدا کا قرب

ایسا ہی ہدایہ مین تعریف وقف کو بیان کیا ہے - اور اسکے حاشیہ فتح القدیر مین بیان

وسببہ ارادۃ محبوب النفس فی الدنیا بین الاحیاء وفی الاخرۃ بالتقرب الی رب الارباب جل وعز (فتح القدیر)

سبب وقف مین کہا ہے کہ اسکا سبب دنیا مین پیاری چیز کی منفعۃ زندون کے لئے چاہنا اور آخرۃ مین خدا تعالے کا قرب حاصل کرنا -

اور فتاوے درمختار مین ہے وقف کے معنے لغت مین بند رکہنا ہے اور شرع مین کسی اصل چیز کا حکم

الوقف ہو لغۃ الحبس وشرعاً حبس العین علی حکم ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ ولو فی الجملۃ والاصح انہ عندہ جائز غیر لازم کالعاریۃ وعندہما حبسہا علی حکم ملک اللہ تعالے وصرف منفعتہا علی کل من احب ولو غنیاً فیلزم فلا یجوز لہ ابطالہ ولا یورث عنہ وعلیہ الفتوی ابن الکمال وابن الشحنۃ (درمختار)

ملک واقف پر بند رکہنا اور اسکا نفع اگرچہ فی الجملہ (یعنے کسیوقت اور کسیقدر) ہو خیرات کرنا - یہ تعریف امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ہے پر انکے نزدیک وقف کرنے سے وقف لازم نہین ہوجاتا اور صاحبین کے نزدیک تعریف وقف یہہ ہے کہ اصل کسی چیز کو جسپر چاہین (غنی کیون نہو) خرچ کرنا پہر وقف لازم ہوجاتا ہے نہ باطل ہوسکتا ہے نہ ارث مین آسکتا ہے اور اسپر فتوی ہے یہہ بات ابن کمال ابن الشحنہ نے کہی ہے

اسکے حاشیہ ردالمحتار مین وقف کے صدقہ ہونے کو اگرچہ فی الجملہ ہو ترجیح دی ہے اور قول ابن کمال کو جسمین وقف اغنیاء کو بلا تصدق وقف قرار دیا گیا ہے رد کیا ہے چنانچہ کہا ہے تصدق فی

قولہ فی الجملۃ فیدخل فیہ الوقف علی نفسہ ثم علی

الجملہ کہنے سے وہ وقف جو وقف کنندہ یا اور اغنیاء

الفقراء وكذا الوقف على الاغنياء ثم الفقراء
لما في النهر عن المحيط لو وقف على الاغنياء وجعل
آخره للفقراء لم يجز لانه ليس بقربة اما لو جعل آخره للفقراء
فانه يكون قربة في الجملة انتهى - وبهذا التعميم
صار التعريف جامعا ومستغنى عما زاد فيه الكمال
وتبعه ابن الكمال من قوله او صرف منفعتها
الى من احب وقال لان الوقف يصح لمن
يحب من الاغنياء بلا قصد القربة وهو ان
كان لابد في آخره من القربة بشرط التابيد
كالفقراء ومصالح المسجد لكنه يكون وقفا
قبل انقراض الاغنياء بلا تصدق انتهى -
افاده في النهر واجاب في البحر ايضا بانه قد
يقال ان الوقف على الغني تصدق بالمنفعة
لان الصدقة تكون على الاغنياء ايضا وان
كانت مجازا عن الهبة عند بعضهم وصرح في
الذخيرة بان في التصدق على الغني نوع
قربة دون قربة الفقير انتهى - واعترضه
حينئذ بان هذا النوع من القربة لو كفى في
الوقف لصح الوقف على الاغنياء من غير ان
يجعل آخره للفقراء وعلمت تصريح المحيط
بانه لا يصح وسياتي قبيل الفصل قلت والجواب

کے لئے ہو مگر اخیر کو فقیروں کے لئے ہو جاوے
داخل ہو گیا - یہہ شرط (اخیر کو فقراء کے لئے ہو جاوے
کی) اسلئے لگائی ہے کہ نہر الفائق مین کتاب
محیط سے منقول ہے کہ اگر کوئی صرف غنیون
کے لئے وقف کرے تو جایز نہین ہے کیونکہ اسمین
قربت الہی نہین پائی جاتے لیکن اگر اخیر کو فقیروں
کے لئے کیا جاوے تو وہ فی الجملہ قربت ہو جاتی ہے -
اس کہنے سے تعریف وقف جامع ہو جاتی ہے اور
جو کمال نے اور اسکے متابعت سے ابن کمال نے وقف
اغنیاء کو وقف مین شامل کرنے کے لئے تعریف وقف
مین یہہ لفظ کہ اسکے نفع کو جسپر چاہے صرف کرے
بڑھا دیا ہے اور اس وقف کے صحیح بنانے کو یہہ کہا
ہے کہ وقف اغنیاء کے لئے بلا قصد قربت ہوتا ہے
اور اس وقف مین اگرچہ اخیر کو ہمیشہ کے لئے قربت
کا ہونا ضروری ہے لاکن وہ قبل اختتام غنیون کے
بدون صدقہ وقف رہتا ہے اسکی کچھہ حاجت نہین
یہہ بات نہر الفائق مین بیان کی ہے اور کتاب
بحر الرائق مین اس (وقف اغنیاء) کے صحیح کرنے
کے لئے یہہ کہا ہے کہ غنی پر وقف بھی صدقہ ہے
کیونکہ غنیون کے لئے بھی صدقہ ہوتا ہے اگرچہ
وہ مجازا ہبہ ہے - اور ذخیرہ مین ہے کہ غنی پر

الصحیح ان الوقف تصدق ابتداء وانتہاء اذ لا بد من التصریح بالتصدق علی وجہ التابید او ما یقوم مقامہ کما یاتی تحقیقہ۔ ولکنہ اذا جعل اولہ علی معینین صار کانہ استثنی ذلک من الدفع الی الفقراء کما صرحوا بہ ولذا اذا وقف علی بنیہ ثم علی الفقراء ولم یوجد الا ابن واحد یعطی النصف والنصف الباقی للفقراء لان ما بطل من الوقف علی ابن صار للفقراء لان الوقف خرج عن ملک الواقف بقولہ صدقۃ موقوفۃ ابدا فقد ابتداء بالصدقۃ وختمہ بہا کما قالہ الخصاف فعلم انہ صدقۃ ابتداء لا یخرجہ عن ذلک اشتراط المعین۔ (رد المحتار)

صدقہ کرنے مین بہی ایک طرحکی قربت ہے اگرچہ وہ قربت صدقہ فقراء سے کم ہو اسپر یہہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اسقدر قربت وقف مین کافی ہو تو چاہیے کہ غنیون کے لئے وقف بدون اس شرط کے کہ وہ اخیر کو فقیرون کے لئے ہوجاوے صحیح ہو حالانکہ محیط کے روایت سے معلوم ہوچکا ہے کہ ایسا وقف جو صرف غنیون کے لئے ہو صحیح نہین ہے۔ پس صحیح جواب (وقف اغنیاء کی شبہ ہے) یہی ہے کہ وقف ابتداء و انتہاء مین صدقہ ہے۔ اسکو صاف طور پر صدقہ کہنا یا ایسے طور پر جس سے صدقہ ہونا مفہوم ہو ضروری ہے چنانچہ اسکی تحقیق آگے آتی ہے۔ ولیکن جب اسنے اسکو ابتداء مین خاص لوگون کے لئے مقرر کیا تو گویا اس ابتداءی مصرف کو عطائے فقراء سے مستثنی کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی اپنی اولاد کے لئے پہر فقیرون کے لئے وقف کرے اور بجز ایک بیٹے کے اسکی اولاد نہو تو بیٹی کو نصف ملیگا اور باقی نصف فقیرون کو اسلئے کہ جو اس بیٹی سے جاتا رہا وہ فقیرونکا ہوگیا کیونکہ وقف ملک واقف سے صدقہ موقوفہ کہنے سے نکل گیا۔ اسلئے کہ اسنے اسکو پہلے بہی صدقہ یعنے لفظ صدقہ بولا اور اخیر کو بہی صدقہ کہا یعنے لفظ وقف بولا (جو فقیرون کے لئے عرفا مخصوص ہے چنانچہ اسکی تحقیق بہی اسی تحقیق سابق الذکر مین آتی ہے) اس سے ثابت ہوا کہ وقف (اغنیاء پر کیون نہو) ابتداء مین بہی صدقہ ہوتا ہے۔ اس صدقہ ہونے سے اسکا کسی جہاں محل (اغنیاء یا اولاد) سے مشروط ہونا اسکو خارج نہین کرتا۔ یہہ جو اسمین محیط سے نقل کیا ہے کہ اگر صرف غنیون کے لئے وقف کرے تو صحیح نہین۔

† اس تحقیق کا خلاصہ بعد نقل عبارت عالمگیری کے عنقریب آتا ہے۔ حاشیہ۔

جب تک کہ اسکا اخیر فقیروان کے لئے ہو جانا مقرر نکیا جاوے - یہی ہدایہ مین اختیار کیا ہی اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری مین (جسپر آپکا اعتماد ہے) بیان کیا ہے -

قال ولا یتم الوقف عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح حتی یجعل آخرہ بجہتہ لا تنقطع ابدًا وقال ابو یوسف رح اذا سمی فیہ جہتہ تنقطع جاز وصار بعدہا للفقراء وان لم یسمہم لہما ان موجب الوقف زوال الملک بدون التملیک -

ہدایہ مین ہی - امام ابو حنیفہ رح وامام محمد رح کے نزدیک وقف پورا نہین ہوتا جب تک کہ اسکا اخیر ایسا نہین کیا جاتا جو ہمیشہ کو رہے اور منقطع نہو جاوے یعنے فقیرون کے لئے نہ ٹہرایا جاوے - اور امام ابو یوسف رح نے کہا ہے کہ اگر اسمین ایسی صورت مقرر ہو جاوی (جیسے اولاد یا اغنیاء کو مقرر کرنا) تو بہی جائز ہی اور بعد منقطع ہونے اس صورت کے وہ وقف فقراء کے لئے خود بخود ہو جائیگا اگرچہ وقف کنندہ نے انکا نام نہین لیا انکی دلیل یہہ ہی کہ وقف سے ملک مالک کا زائل ہو جانا اور اخیر کو وقف فقراء کے لئے ہو جانا تو عین موجب و لازمہ وقف ہے پہر اگر اُسنے نام نہ لیا تو کیا ہوا -

فتاوے **عالمگیری مین ہی** - امام ابو حنیفہ وامام محمد رح کے نزدیک وقف کی شروطون مین

وفی العالمگیری ومن شروط الوقف ان یجعل آخرہ لجہتہ لا تنقطع ابدًا عند ابی حنیفہ رح ومحمد رح وان لم یذکر ذلک لم یصح عندہما وعند ابی یوسف رح ذکر ہذا لیس بشرط بل یصح وان سمی جہتہ منقطع ویکون بعدہا للفقراء وان لم یسمہم لان قصد الواقف ان یکون اخیرہ للفقراء وان لم یسمہم فکان تسمیتہ ہذا الشروط ثابتًا دلالۃ -

سے یہہ بہی ہے کہ اسکی اخیر صورت ایسی ہو جو منقطع نہو اگر اسباتکا اسمین ذکر نہو تو انکے نزدیک وقف صحیح نہین ہے - امام ابو یوسف کے نزدیک اسبات کا ذکر کرنا شرط صحت وقف نہین بلکہ وقف منقطع ہو جانے والی صورت کے ذکر کرنے سے بہی صحیح ہو جاتا ہی پہر وہ وقف بعد منقطع ہو جانے صورت کے خود بخود فقراء کے لئے (یعنی دائمی) ہو جاتا ہے اگرچہ انکا نام نہ لیا ہو - یہہ فقراء کا نام دلالۃً ومعنًے ثابت ہے -

ایسا ہی **درمختار مین** بیان کیا ہی اور اسکی شرح **ردالمختار** مین بہت بسط و تفصیل سے تحقیق

جناب سید بہاول شاہ صاحب مرحوم کی فیملی کی طرف سے آنکی یاد مین ایک عطیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.